

استفتائاء

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

چند سالوں سے بعض نجی ٹی وی چینڈا اور کبیل آپ پر حضرات عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کی نمائش کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک میں تو یہ سلسلہ گذشتہ کمی دہائیوں سے جاری ہے مگر ہمارے ڈنی عزیز میں یہ سلسلہ کچھ حصے سے زور پکڑ رہا ہے۔

”دی میسج“ (The message) نامی فلم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس فلم کی نمائش ”جوہ“، چینی پرہصال کی جاتی ہے۔ صرف یہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کو چھوڑ کر اس فلم میں تقریباً تمام صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعن کے نام سے کرداروں کو پیش کیا ہے۔ 313 بدری صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعن بھی بدر کی جنگ میں وکھائے گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعن کے ناموں پر کردار ادا کاروں نے ادا کئے۔

آج کل ”پیغام پروڈکشن“ نامی ادارے نے انبیاء علیہ السلام کی زندگی پر فلمائی گئی فلموں کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے پھیلانا شروع کر رکھا ہے۔ ان فلموں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سليمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم صدیقہ علیہ السلام کے فرضی کردار پیش کئے گئے ہیں۔ ان فلموں میں کئی مقامات پر نبی کا فرضی کردار کرنے والے کو اے نبی، اے یوسف، اے ابراہیم، اے پیغمبر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ فرضی کردار بھی کئی مقامات پر اپنے ڈائیلاگ سے خود کو اللہ کا پیغمبر کہتے ہیں۔ مثلاً حضرت سليمان علیہ السلام کے بارے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اس دور میں شیاطین، انسانوں پر جنگ کا اعلان کر دیتے ہیں اور سلمان علیہ السلام کے نام سے کردار ادا کرنے والے کا ایک جملہ (جب وہ ایک عورت کے پاس بیٹھا ہے) یہاں نقل کرتا ہوں۔ ”ہر پیغمبر کی ایک میراث ہوتی ہے اور میری میراث شاید ان سے (یعنی سرکش شیاطین سے) جنگ ہے۔“

میوزک کی دھنیں تو ان تمام فلموں میں متواتر استعمال کی گئی ہیں۔ اور ان فلموں میں انبیاء کے ناموں سے جن کرداروں کو دکھایا گیا ہے ان کو بار بار اس طرح پکارا جاتا ہے جیسے کسی عام آدمی کو پکارا جاتا ہے۔ مثلاً نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جس شخص نے کردار ادا کیا ہے وہ کہتا ہے۔

۱ ”هم وہ کرتے ہیں جو محمد ہمیں کہتے ہیں..... محمد نے ہمیں بتایا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔

کئی ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی لاتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور ایک انسان کو حضرت جبرائیل کے نام سے کردار دیا گیا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہ السلام کے نام سے بنائے گئے کرداروں پر ٹھہرہ، پاگل مجنون کہنا وغیرہ بھی فلمیا گیا ہے۔

ایسی ہی توہین پر مبنی مثالیں ان فلموں میں حد سے زیادہ موجود ہیں۔ آپ سے مندرجہ ذیل سوالات شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب ہیں۔
۱) کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فلمیں یا ڈرامے تیار کئے جائیں۔ ان فلموں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے۔ کیا یہ ناجائز ہیں اور ان کا گناہ کس درجہ کا ہے؟ کیا ایسی فلموں کو بنانے والے یا ان کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنے والے اسلام کے مجرم ہیں اور شریعت ان پر کیا تغیری یا گرفت کرتی ہے؟ کیا ایسے لوگوں کو صرف توبہ کرنی چاہئے یا ان کے لئے کوئی سزا مقرر ہے؟

۲) فلم بنانے والوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ اس فلم کی تمام دستاویز کی بڑی عرق ریزی سے قرآن، احادیث نبویہ اور مستند تاریخی حوالاجات سے تیار کی گئی ہے، ایسی صورت میں کیا فلم کو بنانے بغیر کرنے، فروخت کرنے یا دیکھنے کی کوئی گنجائش اسلام میں ہے؟

۳) کسی بھی شخص کو چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو فرضی طور پر نبی یا صحابی بنانا اور پھر دیگر فلموں کے کرداروں کی طرح اس شخص سے صحابی کے طور پر ایکٹنگ کرنے اور کروانے کے فعل کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

۴) وہ شخص جو اس فلم میں بار بار خود کو نبی یا صحابی کہہ رہا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۵) وہ لوگ یا ادارے جو ان فلموں کی نمائش کر رہے ہیں ان کا کیا حکم ہے، ان فلموں کا اکار و بار، لین دین کسی بھی درجہ میں کیا ہے؟

۶) ان فلموں کو دیکھنے والے چاہے وہ اسلامی معلومات کے حصول کی نیت سے دیکھیں یا نہیں اور دینی جذبہ کے ساتھ دیکھیں، کا کیا حکم ہے؟

۷) کیا حکومت وقت کو ایسی فلموں پر پابندی لگانی چاہیے؟

۸) جو لوگ اس فتنہ کی شدت سے آگاہ ہیں بالخصوص دینی طبقہ سے مسلک ذمہ داران، ان کو اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہئے اور جانتے بوجھتے آنکھیں بند کرنے والے اور اس گناہ پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب عناصریت فرمائیں۔

السلام

الجواب باسمه سبحانه وتعالى

فلموں کے مفاسد اور قبائح، منکرات اور ان کے نقصانات اس قدر واضح ہیں کہ ان پر کسی کلام کی ضرورت نہیں پھر خاص طور پر فلم کے ذریعہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاة والسلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا دیگر مقدس شخصیات کی شکل و شباہت اور ان کی سیرت و کردار کو فرضی شکلوں میں پیش کرنا بہت سے مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہ اور حرام ہے یہ حرکت شنیعہ مختلف وجوہ سے حضرات انبیاء کرام اور صحابہ کرام کی شان میں بے ادبی اور توہین کا موجب ہونے کی وجہ سے سخت جرم ہے۔ دراصل دشمنانِ اسلام کی یہ دین اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے، لیکن افسوس کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر بعض مسلمان بھی اس سازش کا شکار ہو چکے ہیں ہدایم اللہ و نجاحہم اللہ عن هذه المصيبة۔

حق تعالیٰ کے کسی بھی مقدس نبی یا پیغمبر کے پاکیزہ کردار کو ڈرامائی انداز میں کسی فاسق و فاجر کے ذریعے پیش کرنا یا اس کے لئے کسی بے دین اور کافر کا انتخاب کرنا اور غیر صحابی پر صحابی اور غیر نبی پر نبی کا اطلاق کرنا ان حضرات کے مبارک سراپا کو غیر اسلامی طریقہ پر دھلانا، گستاخانہ لب و لہجہ سے گفتگو کرنا وغیرہ سب اشد اور سخت درجہ کے گناہ ہیں۔ بلکہ یہ مقتدیانِ دین کی اہانت ہے جو دراصل اسلام کی اہانت ہے جسے کسی صورت بھی گوارہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایسی شنیع حرکت سے باز رہیں اور سچے دل سے توبہ و استغفار کریں۔

ایسی فلموں میں چونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلاة والسلام کی گستاخی اور توہین کا پہلو نمایاں ہے اس لیے اگر یہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود بھی کوئی شخص اس طرح کی فلم بناتا ہے یا چلاتا، دیکھتا اور دکھاتا ہے تو ایسے شخص پر توبہ کے ساتھ ایمان و نکاح کی تجدید بھی ضروری ہے، ان فلموں میں کام کرنے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر وہ اپنی اس حرکت سے بازنہ آئیں تو حکومتِ اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شخص کو سخت سزا دے اور اس گناہ کے کام پر فوراً پابندی لگائے۔



حدیث مبارک ”من رأى منكم منكراً فليغیره بيده فان لم يستطع
فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان“ کے پیش نظر ہر شخص کی ذمہ
داری ہے کہ وہ اس گناہ کو رو کے۔ چونکہ ملک کے کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی
اجازت نہیں اس لئے جہاں ہاتھ سے رو کنے کی طاقت نہ ہو وہاں زبان سے اسے رو کے یا
کم سے کم دل سے برا سمجھے۔ بہر حال جو حضرات اس گناہ میں بتلا ہیں انہیں فوراً اس گناہ
سے باز آ جانا چاہئے، اسی طرح جو لوگ ان فلموں کے دیکھنے میں لگے ہوئے ہیں انہیں بھی
فوراً توبہ کرنی چاہئے ورنہ سختِ اندیشه ہے کہ وہ عذاب الٰہی اور خدائی گرفت میں نہ آ جائیں۔

تنبیہ:

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ دین کا استہزاء مذاق اور استخفاف کفر ہے۔ اور اس
کے لئے علم و قصد بھی شرط نہیں۔ اگر کسی کو یہ معلوم نہیں کہ دین کے استخفاف و استہزاء سے
انسان کافر ہو جاتا ہے، یا اس کا تو علم ہے لیکن استخفاف کا ارادہ اور قصد نہیں تو بھی
استخفافِ دین سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ (امداد الاحکام جلد اص ۱۵۰)

حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی ذواتِ مقدسہ کی گستاخی، تو ہیں، ان کا
استہزاء اور مذاق بھی یقیناً کفر ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔
ایمان ہو کہ بے علمی میں ایمان جیسی عظیم دولت سے محروم ہو کر انسان خسر الدنیا والآخرۃ کا
مصدقہ بن جائے، اعاذنا اللہ منه و حفظنا عنہ۔ اب ذیل میں دلائل ملاحظہ فرمائیں:

وقال الفقيه ابن عابدين الشامي رحمه الله ويظهر من هذا انما كان
دليل الاستخفاف يكفر به وان لم يقصد الاستخفاف لانه لو توقف على
قصده لما احتاج الى زياده عدم الاخلاق بما مر لان قصد الاستخفاف مناف

للتصديق۔

وايضاً في الدر المختار عن الفتح من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم
يعتقده للاستخفاف فهو كفر العناد۔ (شاميه ج ۳)

وكذا الوقال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبر یريد به من



پیغام می برم یکفر (ج ۲ ص ۲۶۳)

وفى العالمة الكيرية: سئل عمن نسب الى الانبياء الفواحش كعزمهم على الزنا و نحوه الذى يقوله الحشویة فى يوسف عليه السلام قال يكفر لانه شتم

له واستخفاف بهم (ج ۲ ص ۲۶۳)

وفيه ايضاً: ولو قال لشعر النبي صلى الله عليه وسلم شعير يكفر-----

او قال قد كان طويلاً الظفر فقد قال يكفر مطلقاً (ص ۲۶۴)

قال العالمة جصاص في أحكام القرآن له: قوله تعالى وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن هو على معنى ما نهى الرجال عنه من النظر إلى حرم عليه النظر إليه۔ (ج ۵ ص ۱۷۲)

وفى تكميلة فتح الملهم: اما التلفزيون والفديو فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشملان عليه من المنكرات الكثير من الخلاعة والمجون والكشف عن النساء المتبرجات او العاريات وما الى ذلك من اسباب الفسق الخ (ج ۴ ص ۱۶۴)

قال تعالى: يا ايها الذين آمنوا لا تقولوا راينا وقولوا انظرنا واسمعوا وللكفرين عذاب اليـم۔ (پ ۱)

وقال تعالى: ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذاباً مهيناً (پ ۲۲)

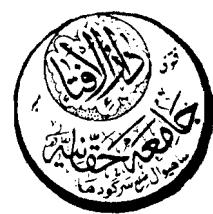
قوله تعالى : والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليـم۔ (پ ۱۰)

عن عبد الله بن مغفل مرفوعاً: الله الله في اصحابي، من اذاهم فقد اذانى من اذانى فقد اذ الله ومن اذ الله فيوشك ان ياخذه (جمع الفوائد عن الترمذى)

وفي رد المحتار (ج ۳ ص ۴۶) ان ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل

والنكاح وما فيه خلاف ، يؤمر بالاستغفار والتوبه وتجديد النكاح اه وظاهره

انه امر احتياط۔



٤

قال في الخلاصة : الجاهل اذا تكلم بكلمة الكفر ولم يدر انها كفر
 قال بعضهم لا يكون كفراو يعذر بالجهل وقال بعضهم يصير كافرا --- اما
 اذا اراد ان يتكلم فجري على لسانه كلمة الكفر والعياذ بالله من غير قصد لا
 يكفر - (ج ٢ ص ٣٨٣)

وفي ابي داؤد مرفوعا ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي ثم يقدرون على
 ان يغبون الا يوشك ان يعمهم عقاب (مشكوة شريف)

روى ابى داؤد عن النبى صلى الله عليه وسلم اذا عملت الخطيئة فى
 الارض من شهدتها فكرهها كان كمن غاب عنها ومن غاب فرضى كان
 كمن شهدتها اى باشرها وشارك اهلها .

هذا ما عندى والله اعلم بالصواب
 احرى عبد القدس ترمذى غفرله
 لعله الحمد لله رب العالمين
 دار الافتاء جامعة حفانية ساہیوال سرگودھا



٢٩ شوال المكرّم ١٤٣٢ھ